مسند احمدؒ

جناب مولانا ابوسلمہ شفیع احمد صاحب البہاری، استاذ مدرسۂ عالیہ کلکتہ

یہ احادیث کے اس مجموعہ کا نام ہے جس کو حضرت امام احمدؒ م ۲۴۱ نے تقریباً ساڑھے سات لاکھ احادیث کے ذخیرے سے انتخاب وانتقاد کرکے دنیا کے سامنے امام ومعتمد اور اختلاف وتنازع کے وقت میں ملجا ومستند اور ایسا میزان بناکر پیش کیا ہے جس کے ذریعہ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پرکھا اور جانچا جاسکتا ہے، اس دینی ذخیرہ میں جو حدیث ہے گرچہ وہ ایک ہی طریق سے ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔

حضرت امامؒ نے اس کی جمع وترتیب میں زمین کا چپہ چپہ چھان مارا اور اپنی پوری زندگی اس میں صرف کردی۔ حضرت کی تحصیلِ حدیث کا زمانہ ۱۸۰ھ ہے اور تقریباً یہی وہ زمانہ ہے جس میں امامِ والا مقام حدیث کی جمع وترتیب کا کام شروع کرچکے تھے۔

مسند احمدؒ جلیل القدر اور اصولِ اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اکثر وبیشتر حصہ پر مشتمل ہے اور ایسا دینی مجموعہ ہے جس کو وقت کے علماء حفاظت اور اپنے سینے سے لگاتے چلے آئے ہیں۔ آپ کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ م۔ ۲۹۰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ کتابیں مرتب کرنے کو تو ناپسند فرماتے ہیں پھر آپ نے مسند لکھنی کیوں شروع کی؟ فرمایا کہ یہ کتابیں نے اس لئے لکھی ہے کہ اختلاف کے وقت لوگ اس کی طرف رجوع کریں۔ اور یہ کتاب "تعیین امام" کا کام دے۔

ابھی مسند پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت کے رحلت کا وقت آگیا اور کتاب کا مسودہ باقی رہ گیا اور حضرت امام کو

تبییض و ترتیب اور تنقیح و تہذیب نیز حک و فک کا موقع نہ مل سکا چنانچہ حافظ ابوالخیر شمس الدین الجزری فرماتے ہیں کہ

ان الامام احمد شرع فی جمع هذا المسند فکتبه	امام احمدؒ نے جب اس مسند کے جمع کرنے کا کام شروع کیا تو اسے
فی اوراق مفردة وفرقه فی اجزاء منفردة	الگ الگ اوراق میں لکھتے گئے اور متفرق اجزاء میں رکھا
علی ما تکون المسودة ثم جاء حلول	جیسا کہ مسودے کی حالت میں ہوتی ہے اور آرزو پوری
المنية قبل حصول الامنية فبادر	ہونے سے قبل اجل کا وقت آپہنچا تو اپنی اولاد اور اہل بیت
باسماعه الاولاده واهل بيته ومات	کو سنایا اور تنقیح و تہذیب سے پہلے فوت ہوگئے، اور
قبل تنقيحه وتهذيبه فبقي علی حاله الخ	مسودہ اپنی حالت پر باقی رہا۔

پھر ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ نے ترتیب دی لیکن ان روایات کے مشابہ و مماثل روایات کو اپنی مسموعات سے شامل کر دیا جو اغلاط و تسامح سے مملو ہے اور بعض زیادات ابوبکر قطیعی م ۳۶۸ کے ہیں جو حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ اضافے اجزاء القطعیات کے نام سے مشہور ہیں۔ پوری مسند کے سماع کا شرف صرف آپ کے برادر زادہ حنبل بن اسحاق کو حاصل ہے وہ خود ہی فرماتے ہیں کہ جمعنا عمی یعنی الامام احمد لی ولصالح ولعبد اللہ وقرأ علینا المسند وما سمعه منی یعنی تاما غیرنا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ مسند اٹھارہ مسانید پر مشتمل ہے جس میں اول مسند عشرہ مبشرہ پھر ان کے بعد ان سے قریب تر لوگوں کی حدیثیں لائی گئی ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ بہ ترتیب حضرات تابعین تک پہنچ جاتا ہے۔

اس وقت دنیا کے سامنے جو المسند کا متداول نسخہ ہے اس کے راوی حضرت عبداللہ بن احمد م ۲۹۰ ہیں اور ان سے ابوبکر قطیعی پھر ان کے بعد وقت کے حفاظ اور ثقات مسلسل اور خلفاً عن سلف روایت کرتے چلے آئے ہیں۔

حافظ ذہبی م ۷۴۸ فرماتے ہیں کہ کاش امام عبداللہ مسند کی ترتیب کو مہذب و منقح کر دیتے تو بہت بہتر تھا شاید اللہ تبارک و تعالیٰ اس بلند قدر مجموعہ کی خدمت کے لیے کسی اور بندے کو توفیق دے جو اس کی ترتیب کرے، اسکے رجال پر بحث کرے اور اس کی موجودہ وضع و ہیئت کو بدل دے کیونکہ یہ دیوان سامی اکثر احادیث نبوی پر مشتمل ہے اور بہت کم ایسا ہوا ہے کہ کوئی صحیح حدیث ہو اور اس میں موجود نہ ہو۔

احمد محمد شاکر نے پندرہ سال کی محنت شاقہ کے بعد مسند پر کام کر کے علماء اور مصنفین کے اوقات کو ضائع ہونے سے

بچالیا ہے اور اس امید میں ہیں کہ شاید حافظ ذہبی کی دعا ان کے حق میں قبول ہوئی ہو فجزاہ اللہ عن العلماء والمسلمین خیر الجزاء (تفصیل آگے آتی ہے)

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ المسند میں پچاس ہزار حدیثیں آگئی ہیں لیکن یہ اپنے خیال میں منفرد ہیں البتہ نقد محدثین کی رائے ہے کہ اس میں تیس[۳] ہزار اور بعض کے نزدیک یہ چالیس ہزار کا مجموعہ ہے جس کی تطبیق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ و دیگر علمائے کرام نے یہ دی ہے کہ اسقاطِ مکرر کے ساتھ تیس ہزار ورنہ چالیس ہزار ہے۔ نیز محدثین کرام و فقہائے عظام کے درمیان حدیث کے واحد و متعدد ہونے میں بھی اختلاف ہے اول الذکر کے نزدیک صحابہ کے مختلف ہوجانے سے حدیث متعدد ہوجاتی ہے گرچہ الفاظ و معانی اور قصہ ایک ہی ہو بخلاف فقہاء کے کہ ان کے نزدیک معنی کا اعتبار ہے لفظ کا نہیں۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ:

فلو عدّہ بعض الاصحاب لافاد ولا یسہل عدّہ الا بالمکرر	اگر اس کو کوئی گنتا تو فائدہ بخش ہوتا
وبالمعاد واما عدہ بلا مکرر فیصعب ولا ینضبط تحریر ذلک	مگر مکرر کے ساتھ گنتا تو آسان ہے البتہ
(المصعد ص ۳۳)	بغیر مکرر کے دشوار ہے اور انضباط مشکل ہے

بعضوں نے تو تمنا کی و لو وجدنا فراغا لعددناہ یعنی اگر فرصت ملتی تو ضرور گنتا۔

احمد محمد شاکر فرماتے ہیں کہ تیس ہزار سے یقیناً زائد اور چالیس ہزار سے کم ہے اور اس کی صحیح تعداد ہماری شرح کے اتمام کے بعد معلوم ہوجائے گی۔ وسیتبین عددہ الصحیح عند اتمامہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہ احادیث کا ذخیرہ ۲۴ جلدوں میں اور مستنصریہ کے موقوفہ نسخہ میں ۱۹ جلدوں کے اندر سمایا ہوا ہے۔

اس میں تین سو سے زائد ثلاثیات ہیں اور حسن بن علی م ۲۴۴ کے تجزیہ سے جو ابوبکر قطیعی سے روایت کرتے ہیں ۱۷۲ اجزاء پر مشتمل ہے۔

بعض روایتوں میں ہے کہ جب امام اس مسند کے مسودے سے فارغ ہوئے تو اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور ان پر قرأت کی اور فرمایا کہ ساڑھے سات لاکھ احادیث (یعنی طرق احادیث نہ کہ متون) سے میں نے جمع کیا ہے اگر کسی حدیث میں مسلمانوں میں اختلاف ہو تو اس مسند کی طرف رجوع کرنا چاہئے اگر اس کی اصل مل گئی تو خیر ورنہ سمجھو کہ اس کی کوئی

اصل نہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس سے حضرت کی مراد وہ احادیث ہیں جو شہرت و تواتر تک نہیں پہنچی ہیں۔ ورنہ بہت سی احادیثِ صحیحہ مشہورہ مسند میں نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ باوجود اس قدر ضخامت کے کہ چالیس ہزار احادیث کا مجموعہ ہے پھر بھی احادیثِ صحیحہ کی بڑی تعداد اس میں درج ہونے سے رہ گئی ہیں جو سنن اربعہ و معاجم للطبرانی میں موجود ہیں حافظ ابنِ کثیرؒ م ۷۷۴ فرماتے ہیں کہ:

ان الامام احمد قد فاتہ فی کتابہ ھذا مع انہ لایوازیہ کتاب مسند فی کثرتہ وحسن سیاقہ احادیث کثیرۃ جدا۔

امام احمدؒ سے بہت سی احادیث ان کی اس کتاب میں آنے سے رہ گئی ہیں (جیسے ام زرع کی حدیث) باوجودیکہ مسند کے حسنِ سیاق اور کثرتِ احادیث میں کوئی مسند برابر نہیں۔

بلکہ کہا جاتا ہے کہ صحابہ کی کثیر جماعت یعنی تقریباً دو سو جن کی روایت صحیحین میں ہے مسندِ احمدؒ میں نہ آسکے۔

بالکل اسی کے لگ بھگ حافظ ذہبیؒ اپنا خیال اس کے قبل ظاہر فرما چکے ہیں یعنی

بہت سی احادیث قویہ جو صحیحین و سنن و اجزاء میں ہیں مسند میں نہیں ہیں۔ اور حضرت امام ہمام نے تہذیب مسند اور وفات سے تقریباً ۱۳ سال قبل ہی روایت کرنی منقطع کر دی تھی یہی وجہ ہے کہ کتاب میں اشیاء مکررہ اور ایک مسند میں دوسری مسند اور ایک سند میں دوسری سند کا دخول ہے گرچہ یہ نادر ہے۔ لیکن اس کا جواب یہی دیا گیا ہے کہ اس سے مراد حضرت کی اصولِ احادیث ہیں اور یہ صحیح ہے اس لئے کہ کوئی حدیث ایسی ان شاء اللہ نہیں ملے گی جس کی اصل مسند میں نہ ہو اور دخولِ سند کے متعلق علامہ ابن جزری م ۸۳۳ فرماتے ہیں کہ:

فلا اعلمہ وقع فیہ۔ اور سچ یہ ہے کہ حضرتؒ کی وفات بھی تو تہذیب و ترتیب سے قبل ہی ہو گئی تھی۔

حافظ ابن عساکر الدمشقی م ۵۷۱ کا مختصر مگر جامع تبصرہ ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تلخیص یہاں پیش کر دی جائے۔ فرماتے ہیں کہ: ائمہ کی ایک جماعت نے اپنی اپنی احادیثِ مرویہ کی تدوین کی لیکن ان سب میں سب سے بڑی کتاب مسند الامام ابی عبد اللہ احمد بن حنبل ہے۔ یہ نفیس کتاب ہے جس کے سماع و تحصیل کی طرف رغبت کی جاتی ہے اور اس کی طرف سفر کیا جاتا ہے، کتاب، عزت کی مالک اور حجم کبیر ہے، اہلِ علم کے نزدیک جانی پہچانی ہوئی ہے، احادیث کی تعداد مکررات اور ان کے صاحبزادہ حضرت عبد اللہ کے الحاقی

احادیث کے سوا تیس ہزار ہے۔ حضرت امام کا مقصود اس کتاب کے جمع سے یہ ہے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے لیکن باوجود جلالت شان اور حسن موقع کے اس میں مقصود کا پالینا اور مطلوب کی کامیابی بغیر مشقت کے متعذر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سنن کے ابواب پر اس کی ترتیب نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی حروف معجم پر مہذب ہے بلکہ رجال و نساء کے ترتیب مسانید کا مجموعہ ہے تو اب اگر دو حدیث بھی تلاش کرنی ہو تو بغیر ملال کے اس کا پالینا مشکل ہے۔ اس لئے کہ شامی و مدنی کے احادیث میں اختلاط ہے، کوفی و بصری کی روایات میں تمیز نہیں ہے بلکہ بعض میں رجال کی احادیث عورتوں کی احادیث سے امتزاج ہوگیا ہے اور قبائل کی مسانید اہل بلد کی مسانید کے ساتھ خلط ملط ہوگیا ہے۔ اور متن و اسناد کے اتحاد کے باوجود تکرار بھی بہت زیادہ ہوگیا ہے حتیٰ کہ ایک ہی حدیث کو بغیر کسی فائدہ کے تین تین بار لایا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ حضرت امامؒ کی جانب سے ایسا نہیں ہوا ہے کیونکہ حضرت کو اس علم سے حصہ وافر ملا ہے اور اس جیسی (چھوٹی چھوٹی) باتیں حضرت سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی ہیں (کیونکہ آپ کی شان اس سے اعلیٰ و ارفع ہے) بلکہ اس کی دو وجہیں ہیں، اوّل یہ کہ حضرت کی وفات اس کی ترتیب و تہذیب سے پہلے ہی ہوگئی تھی۔ اسی خوف سے حضرت نے اہل بیت پر قرأت کی تھی، دوم یہ کہ ابوبکر بن مالک جس نے ان کی روایت حضرت عبداللہ سے کی ہے:۔

كتب ابي بكر بن عبد المالك الذى رواه عن ابنه	ان کی کتابیں غرق ہوگئی تھیں اور غرق کے بعد
عبد الله بن احمد غرقت فجددت له بعد غرقها	پھر نئے سرے سے تجدید کی گئی اور تحقیق نہ ہوسکی
وما حققت فحصل فيه التكرار لهذين السببين	انہی دونوں وجہوں سے اس میں تکرار اور
ووقع فيه الاختلاط من هاتين الجهتين انتهى	اختلاط ہے۔

علامہ ابوالحسن السندی م ۱۱۳۹ اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا جائے کیوں کہ تکرار و اختلاط کی وجہ سے سبب بیان کرنے سے یہ بیان مستغنی کردیتا ہے۔

تقریباً سات سو صحابہ کی تعداد مسند احمد میں اور بقول علامہ ابن الجزری علاوہ انجاہو و مبہمات کے آٹھ سو صحابہ پر مسند مشتمل ہے اور عورتوں کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے۔

حضرت الامام کے وہ شیوخ جن سے مسند میں روایت ہے دو سو تراسی [۲۸۳] ہیں اور حضرت عبداللہ کے وہ شیوخ

جن سے مسند میں روایت کیا ہے ایک سو تہتر ہیں۔

مسند میں امام نے سند و متن کے لحاظ سے بہت ہی احتیاط فرمائی ہے اور راویوں کے صدق و دیانت کا خاص لحاظ رکھا ہے اسی لئے اس مسند میں وہی حدیث جگہ پا سکی جو سند کے لحاظ سے صحیح و قوی ہے اور بہت سی احادیث سند و متن کے لحاظ سے تو ایسی ہیں جو بخاری و مسلم کے موازی ہیں اور وہ نہ صحیحین میں ہیں نہ سنن اربعہ میں بلکہ مسند کی شرط ابوداؤد کی شرط سے زیادہ قوی ہے کیوں کہ ابوداؤد کے بعض رجال سے روایت کرنے میں مسند میں اعراض کیا گیا ہے۔ حضرت کو اگر کسی حدیث کے متعلق ضعف کا شبہ ہو جاتا تو پھر اس کو قلمزد کر دینے کا حکم فرما دیتے چنانچہ مرض الموت میں بعض احادیث کے متعلق اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ اضرب علی هذا الحديث فانه خلاف الاحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (یعنی اس حدیث کو قلمزد کر دو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے خلاف ہے)

حافظ ابوموسیٰؒ فرماتے ہیں کہ ولم يخرج الا عمن ثبت عنده صدقه وديانته دون من طعن في امانته (یعنی حضرت کے نزدیک جس کی دیانت و صدق ثابت ہے اسی سے تخریج کرتے ہیں اور جس کی امانت میں طعن کیا گیا ہے اس سے نہیں) یہی وجہ ہے کہ حضرت برابر اس میں ترمیم و تنقیح کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے (يهلك امتي هذا الحي من قريش) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ والد ماجد نے مرض الموت میں فرمایا کہ اس کو قلمزد کر دو کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اسمعوا واطیعوا کے خلاف ہے حالانکہ اسناد صحیح ہے اس میں کسی قسم کا طعن نہیں۔ یہ حدیث مسند میں متعدد طرق سے ہے اور اکثر صحیح ہے۔ یہ حدیث رقم ۷۹۱۲ پر ہے پھر مندرجہ ذیل ارقام پر بھی ہے ۷۸۵۸ - ۷۹۶۱ - ۸۰۲۰ - ۸۲۸۳ - ۸۳۳۶ - ۸۸۸۸ وغیرہا۔

اسی لئے محدثین کا خیال ہے کہ حدیث ضعیف کہ در دست برابر حدیث حسن دیگر کتابہا است۔

محدثین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت اسی حدیث کی تخریج فرماتے ہیں جو آپ کے نزدیک صحیح ہے اسی بنا پر بعضوں نے یہ کہہ دیا کہ اس مسند میں تمام احادیث صحیح ہیں۔

حافظ ابوالقاسم اسمٰعیل التیمیؒ فرماتے ہیں کہ لا يجوز ان يقال فيه السقيم بل فيه الصحيح المشهور

والحسن والغریب۔ لیکن یہ مبالغہ سے خالی نہیں کیونکہ بعض ضعیف حدیثیں بھی اس میں آگئی ہیں البتہ احادیث موضوعہ میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر م ۸۵۲ نے تو تمام احادیث سے وضع کی نفی کی ہے اور کہا ہے کہ تمام ان کتابوں سے جن کے مصنفین نے احادیث کی صحت کا التزام نہیں فرمایا ہے اس سے یہ مسند انتقاء وتحریر میں احسن وبہتر ہے اور اس مسند کی احادیث زائدہ علی الصحیحین ہیں الترمذی وابوداؤد کے زائدہ علی الصحیحین سے زیادہ ضعف نہیں پایا جاتا ہے۔ بایں ہمہ ابن جوزی نے اپنی موضوعات میں بہت سی احادیث کو داخل کیا ہے اور محدثین نے ان کا اس بارے میں تعاقب کیا ہے۔

حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اگر موضوع سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کا راوی کذاب ووضاع ہے تو اس طرح کی کوئی حدیث مسند میں نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ راوی کے سوءِ حفظ یا غلط روایت سے بعض الفاظ ایسے آگئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا ہے تو یہ مسند میں کیا بلکہ سنن وغیرہ میں بھی ہیں۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ تین یا چار سے زائد اس میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس کی اصل نہ ہو اور اس میں بھی امام کی طرف سے یہ عذر پیش کیا جا سکتا ہے کہ اسے بھی قلمزد کرنے کا آپ نے حکم دیا تھا مگر وہ سہواً چھوٹ گیا۔ اسی احتیاط کی وجہ سے امامؒ مسند میں برابر حذف وفک کرتے اور متن واسناد دونوں میں بہت ہی اس کا لحاظ رکھتے۔

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی حدیث دوسری مسانید سے بہت زیادہ صحیح ہیں اور کثرت حدیث احسن سیاق میں تو کوئی مسند بھی اس کی ہمسری نہیں کر سکتی۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مسند احمد وابوداؤد والطیالسی اور ان دونوں کے علاوہ اور مسانید کو کتب اصول خمسہ کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا اس پر حافظ سیوطی فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی تشکیل پر محدثین نے اعتراض کیا ہے کیونکہ مسند میں صحیح حدیث کی شرط ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ م ۱۱۷۶ھ نے اس کو دوسرے طبقہ میں شمار کیا ہے۔

علامہ سیوطی م ۹۱۱ فرماتے ہیں کہ مسند احمد کی ہر حدیث مقبول ہے کیونکہ اس میں ضعیف بھی حسن کے قریب ہے۔ اور اس میں ضعیف احادیث بھی متاخرین کے تصحیح کردہ احادیث سے اچھی ہیں۔

ابوموسیٰ المدینی کا بیان ہے کہ مسند احمد اصل اور قابلِ وثوق مرجع ہے اس کو بہت سی احادیث سے منتخب

کرکے اہم و معتمد اور اختلافات کی صورت میں ملجا و مستند بنایا ہے۔

صاحب کشف الظنون کا بیان ہے کہ یہ اسلام کی بنیادی کتابوں میں سے سمجھی جاتی ہے۔

ابن خلکان فرماتے ہیں کہ اس میں ایسی حدیثیں جمع کیں جن کو جمع کرنا دوسروں کے لئے ممکن نہ تھا۔

احمد عبدالرحمٰن البنا ساعاتی لکھتے ہیں کہ یہ جامع کتاب ہے اور ایک مسلمان کو دنیا و آخرت میں جن چیزوں کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ وہ سب اس میں موجود ہے۔

مسند سے مراد علی الاطلاق مسند احمد ہی ہوتا ہے، یہ بھی اس کے بڑائی کی دلیل ہے۔

حافظ ابن عساکر الدمشقیؒ فرماتے ہیں کہ مسند احمد اصل اور اعتماد و دار و مدار کی چیز ہے اور روز روشن کی طرح مشہور ہے۔

علامہ خلکان کا بیان ہے کہ کتب مسانید کا درجہ سنن سے کم ہے مگر محدثین نے مسند احمد کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

شیخ الامام الحافظ ابوالحسن علی بن محمد یونیتی سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کو صحاح ستہ یاد ہے، جواب دیا کہ یاد بھی ہے اور نہیں بھی، سوال کیا گیا کہ حضرت یہ کیسے؟ کہا کہ مجھے مسند احمد محفوظ ہے اور ما یفوت المسند من الکتب الستۃ الا قلیل (صحاح ستہ کی بہت کم حدیثیں ایسی ہیں جو مسند میں نہیں ہیں) اس طریقہ سے گویا ہم کو صحاح ستہ یاد ہے۔

مطبع حیدریہ بمبئی والوں نے ۱۳۰۸ھ میں اس کا ایک حصہ متوسط تقطیع پر ۷۸۰ صفحات یعنی آخر مسند سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تک اور موجودہ مصری ایڈیشن کے لحاظ سے ۱۹۰ صفحات تک چھاپا تھا، اب یہ مطبوعہ نسخہ نادر الوجود بلکہ مفقود ہو کر رہ گیا ہے۔

پھر مطبع میمنیہ مصر والوں نے ۱۳۱۳ھ میں کئی بڑی بڑی جلدوں میں باریک حرفوں میں جو تقریباً تین ہزار صفحات کو احاطہ کئے ہوئے ہے چھاپا تصحیح کے لحاظ سے جید اور عمدہ ہے۔ حاشیہ پر منتخب کنز العمال بھی ہے۔

اس کا ایک اہم نسخہ خزانہ سادات وفائیہ میں ہے جس سے مقابلہ و تصحیح کیا گیا ہے۔

نیز ایک عمدہ نسخہ باریک مغربی خط کا عکسی فوٹو دار الکتب المصریہ میں ہے جو مغربی عالم محمد شاہ السید عبدالحی الکتانی کے نسخہ سے لیا گیا ہے یہ نسخہ بہت صحیح غایت ضبط و اتقان اور نادرۃ الخط ہے۔

مسند احمد کا ایک ٹکڑہ جو مسند کوفیین و مسند بنی ہاشم پر مشتمل ہے مکتوبہ ۶۲۱ھ بخط اندلسی واضح نقوش میں ہے جس کا رقم ۶۴۷ ہے۔

مکتبۃ الحرم المکی میں بھی اس کے کئی نسخے ہیں۔ ایک نسخہ جس کے جزء اول پر تین مہریں ثبت ہیں۔ ۷۹۶ صفحات سطر ۳۳ - حروف پاکیزہ خوش خط تصحیح شدہ و مقابلہ کیا ہوا، بہت ہی صحیح نسخہ۔ آخر میں ہے ھذا آخر مسند ابی ھریرۃ رض۔ شروع کتاب میں فہرست ہے۔ کاتب محمد بن مصطفی آفندی الدیار بکری۔

جلد ثانی - تین مہریں اس پر بھی ثبت ہیں۔ فہرست اور تصحیح و مقابلہ کیا ہوا ہے۔ صفحات ۷۵۳ سطر ۳۵۔

جلد ثالث - اس کا پہلا صفحہ سنہرا ہے، حروف پاکیزہ ۵۴۴ صفحات سطر ۳۵

دوسرا نسخہ وقف مرحوم صالح آفندی عطرجی مدرس الحرم الشریف - جلد اول ۹۷۸ صفحات بسطر ۳۲ جدید الخط یعنی ۱۲۸۹ھ کا لکھا ہوا۔ کاتب عبد الواحد بن السید اسماعیل السقا الحلبی۔

اس کے نسخے یورپ و آستانہ و ہند میں بھی پائے جاتے ہیں اور چونکہ مسند حضرت عبد اللہ کا ترتیب دیا ہوا اور اختلاط و اغلاط سے مملو ہے۔ اس لئے حفاظ و متقنین نے ترتیب و تبویب و نیز کچھ دوسرے کام یعنی شرح و اختصار بھی کیا ہے جس کا مختصر اجمال درج ذیل ہے:

اصفہان کے بعض محدث نے اسے ابواب پر مرتب کیا لیکن آن نسخہ دیدہ نہ شد۔

حافظ ناصر الدین بن زریق نے اس کی تہذیب و ترتیب ابواب پر کی لیکن دمشق کے حادثہ تیموریہ میں یہ نسخہ بھی مفقود ہو گیا۔

حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ المحب الصامت نے اس مسند کو حروف معجم صرف اسمائے مقلین کو مرتب کیا اس طرح رواۃ کو بھی کتب اطراف کی ترتیب کے مطابق کر دیا اور اس میں انھوں نے بہت مشقت اٹھائی۔

الہدی والسنن فی احادیث المسانید والسنن المعروف بجامع المسانید - حافظ عماد الدین ابن کثیر م ۷۷۴ھ نے اس مرتب نسخہ کو اس کے مؤلف ابن المحب الصامت سے حاصل کیا اور اس میں کتب ستہ نیز مسند البزار، مسند ابی یعلی[1] اور ابن ابی شیبہ کی احادیث زائد کیں اور نہایت محنت و جانفشانی سے ابواب پر مرتب کیا۔

[1] بعض نے بجائے ابن ابی شیبہ کے معجم الطبرانی الکبیر ہے۔ ۱۲ ابو سلمہ۔

اس طرح یہ دنیا میں حدیث کا بے نظیر اور کامل ترین مجموعہ بن گیا۔ البتہ حضرت ابو ہریرۃ رض کی بعض مسانید اس کتاب میں شامل نہ ہو سکیں اور پایۂ تکمیل تک پہنچنے سے قبل ہی مرتب کی بصارت زائل ہو گئی، اور اس کے بعد ہی جوار رحمت الٰہی میں پہنچ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

کہا جاتا ہے کہ ان کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ نافع یہی کتاب ہے۔

اس کا ایک قلمی نسخہ دار الکتب پبلک لائبریری احمد ماہر پارک قاہرہ میں ہے۔

اس کا الجزء الاول جس کی ابتداء اول کتاب اور انتہاء ربیعۃ بن عباد الدیلی کی مرویات پر ہوتی ہے۔

یہ اس نسخہ سے منقول ہے جو ۸۸۳ھ کا مکتوب ہے۔

الجزء الثانی ابتداء ربیعۃ بن عثمان التیمی اور انتہا عبد الاعلیٰ بن عدی پر ہوتی ہے۔ منقول از مکتوبہ ۸۳۶ھ

الجزء الثالث، ابتداء ترجمہ عبداللہ بن جحش الاسدی اور انتہا غیلان بن سلمۃ الثقفی منقول از نسخہ مکتوبہ ۸۸۳ھ۔

الجزء الرابع ابتداء ترجمہ فاتک بن عمرو الخطمی اور انتہاء احادیث ابی سفیان منقول از نسخہ مکتوبہ ۸۸۳ھ

الجزء الخامس، ابتداء ترجمہ ابی سلمۃ عن ابی امامۃ اور انتہا عبداللہ بن عمیرۃ، آٹھویں صدی کا لکھا ہوا۔

ان سب کا رقم ۱۸۴ حدیث ہے۔

دوسرے نسخہ کا ایک جزء مکتوبہ ۸۸۹ھ ابتداء جعفر بن عیاض المدنی اور انتہا آخر مسند ابو ہریرۃ رض۔ آخر سے ناقص۔ پبلک لائبریری احمد ماہر پارک قاہرہ۔

ایک دوسرا جزء، آٹھویں صدی کا لکھا ہوا۔ ابتدا مسند النساء والصحابیات اور انتہا حدیث حمید بن حمید۔ دار الکتب رقم ۱۸۴ حدیث۔

عبداللہ بن احمد م ۲۹۰ نے مسند پر زوائد لکھی جو حجم میں اس کے ربع کے برابر اور دس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔

شیخ احمد بن سالم البصری المکی م ۱۱۳۴ھ نے مسند احمد کی جلدیں جو منتشر تھیں ان کو مختلف مقامات سے یکجا کر کے ان کی تصحیح کی ان کے یہ مصحح ہی وہ نسخے تھے جن کی نقلیں اطراف و دیار میں پھیلیں۔

شیخ ابوالحسن سندھیؒ م ۱۱۳۹ھ۔ مسند احمد بن حنبل کی جو ۶ ضخیم جلدوں میں ہے اور جس کی کسی نے ابھی تک شرح نہیں لکھی تھی، انھوں نے پچاس جزو میں اس کی شرح لکھی۔ اس کا ایک عمدہ قلمی کامل نسخہ مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں ہے۔ صفحہ اول مذہب اور پھول پتیوں سے مزین ہے۔ اوراق ۴۷۳ سطر ۲۳ تعلیق جلی۔ سنہ کتابت ۱۱۴۲ھ۔ کتبہا بیدہ السید عبدالوہاب بن السید عمرو الملوی الصعیدی المالکی ثم المدنی۔ رقم ۱۱۴۔ فرماتے ہیں کہ مسند امام ہمام احمد بن حنبل پر یہ لطیف تعلیق ہے جس میں صرف انہی باتوں پر اقتصار کیا گیا ہے جس کی قاری و مدرس کو ضرورت ہوتی ہے یعنی ضبط الفاظ، ایضاح غریب، بیان اعراب وغیرہا۔ پہلے تبرکاً مختصر طور پر چند جملوں میں حضرت کے سوانح ہیں پھر کتاب کا مقام اور اس کی حیثیت کو واضح کیا گیا ہے۔

الشیخ الامام سراج الدین المعروف بابن الملقن م ۸۰۵ھ نے اس کا اختصار کیا۔

الدرر المنتقدین مسند احمد، شیخ زین الدین عمر بن احمد الشماع الحلبی نے اس نام سے مسند کا اختصار کیا۔

ابوعمر محمد بن عبدالواحد المعروف بہ غلام ثعلب م ۳۴۵ھ نے اس کی غریب کو جمع کیا۔

غایۃ المقصد فی زوائد احمد۔ علامہ نورالدین الہیثمی م ۸۰۷ھ نے اپنے شیخ حافظ ابوالفضل العراقی م ۸۰۶ھ کے اشارے سے مسند احمد سے زوائد صحاح ستہ کو جمع کرکے ابواب پر مرتب کیا اس کام میں ان کے شیخؒ نے بھی انکی اعانت کی اور قیمتی مشورے دیئے۔ جب تسوید سے فراغت ہوئی تو شیخ نے خود ان کے لئے ایک نسخہ لکھا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وھو کبیر الفائدۃ۔ اس کا ایک نسخہ مکتوبہ ۱۱۲۵ھ بخط تعلیق ردی مدینہ میں ہے رقم ۳۲۳ (مدینۃ المحققۃ بطوبقبو سرائے) شروع کا ایک صفحہ ناقص۔

خصائص المسند۔ للحافظ ابوموسی المدینی م ۵۸۱ھ موضوع نام سے ظاہر ہے۔ بقامت کہتر بقیمت بہتر۔ کا مصداق۔

عقود الزبرجد للسیوطی۔ یہ مختصر تعلیق ہے جس میں اعراب سے بحث ہے۔

المصعد الاحمد فی ختم مسند الامام احمد۔ للحافظ شمس الدین الجزری امام القرأت م ۸۳۳ھ

ان دونوں کتابوں کا نسخہ مکتوبہ ۸۹۵ھ بخط عبدالمنعم بن علی مصر میں موجود تھا۔ جس کو مطبع سعادۃ مصر والوں نے طبع کرکے شائع کیا۔ احمد شاکر نے ان دونوں کو "طلائع الکتاب" کے زیر عنوان اپنی مرتب کردہ مسند کے قبل

لا کر شائع کیا۔

المدخل الی المسند لابی عبداللہ الاسدی۔ خود ہی فرماتے ہیں قد افردت لذلک (تعداد احادیث مسند وغیرہ) کتابا فی جزء واحد۔ وسمیتہ کتاب المدخل الی المسند۔

المسند الاحمد ابن جزری کی ایک کتاب اور مسند ہی پر ہے۔ جس کا نام المسند الاحمد ہے۔

الامتثال بمافی مسند احمد من الرجال ممن لیس فی تہذیب الکمال۔ للحافظ شمس الدین محمد بن علی بن الحسن الحسینی الدمشقی م ۷۶۵ ۔ موضوع نام سے ظاہر ہے۔

المقصد الاحمد فی رجال مسند احمد۔ سابق الذکر پر اضافہ و استدراک ہے۔ للجزری، پھر اس کا بعض حصہ فتنہ میں ضائع ہوگیا اس لئے پھر اس کو مختصر کیا۔

دمشق کے شیخ امام ابوالحسن علی بن زکنون الحنبلی نے صحیح بخاری کی ترتیب پر اس کو مرتب کیا۔ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ جزاہ اللہ خیرا۔ واعانہ علی اکمالہ فی خیر۔

المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی۔ للحافظ ابن حجرؒ م ۸۵۲ ۔ دو جلدوں میں ہے۔ اس کو اتحاف المہرہ سے علیحدہ کیا ہے (اتحاف کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ مرادیہ آستانہ میں ہے۔)

الکلام علی الاحادیث التی تکلم فیہا بالوضع وہی فی مسند الامام احمد' اس نام سے علامہ عراقی م ۸۰۶ نے ایک رسالہ لکھا جس میں ان احادیث پر جو مسند احمد میں ہے۔ اور ان پر موضوع ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ کلام کیا اس میں علامہ عراقی نے اقرار کیا کہ مسند میں صرف نو احادیث موضوع ہیں اور ان ۱۵۔ احادیث کا جن کو ابن جوزی نے موضوعات میں داخل کیا ہے ہر ایک کا مفصل جواب دیا۔

القول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد۔ لابن حجر العسقلانی م ۸۵۲ھ مسند کے ان ۲۴ احادیث میں سے ہر ہر حدیث پر کلام کیا ہے جس کو ابن جوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے، یہ رسالہ حیدرآباد میں چھپ چکا ہے۔ اور علامہ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی مسند کی تعلیق کے ضمن میں برموقع نقل کرتے چلے گئے ہیں جس سے یہ کتاب متفرق طور پر پوری آگئی ہے۔

ذیل القول المسدد۔ للقاضی الملک محمد صبغۃ اللہ المدراسی۔ سنہ ۱۲۸۰ھ میں اس کی تالیف سے

فراغت ہوئی۔ مطبوع ہے۔

القول المسدد للسیوطی م ۹۱۱ھ - خود ہی فرماتے ہیں کہ قد فاتہ احادیث آخر اوردھا ابن الجوزی فی الموضوعات وھی فیہ وجمعتھا فی جزء سمیتہ الذیل الممھد -

مصر کے دو مشہور فاضل احمد محمد شاکر اور احمد عبدالرحمٰن البنا الشہیر بالساعاتی نے موجودہ وقت کے لحاظ سے اچھی خدمت کی ہے۔ یعنی اول الذکر فرماتے ہیں کہ

چونکہ مسند دریائے ناپیدا کنار ہے جس میں ہر صحابی کے احادیث کو بغیر کسی ترتیب وتہذیب جمع کردیا گیا ہے جس سے اس کی افادیت محصور ہوکر رہ گئی ہے اور وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جو اس کا حافظ ہو لیکن اب وقت کہاں! اس لئے میں اس میں مشغول ہوگیا کیوں کہ علوم حدیث کی بہترین خدمت یہ ہے کہ اس مسندِ اعظم کو لوگوں سے قریب کرنے کی خدمت کی جائے تاکہ اس کا فائدہ عام ہو اور لوگوں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دے سکے۔

پھر اکابر محدثین وائمہ شراح ومؤلفین سب کی حالت مسند کے معاملہ میں ہماری ہی جیسی ہے یعنی کسی نے کوئی حوالہ مسند کا دیا تو بعد والے اسی کو نقل در نقل کرتے چلے گئے البتہ چند اللہ کے بندے ایسے ہیں جن کے سامنے مسند ایسی معلوم ہوتی ہے گویا ان کی آنکھوں کے سامنے ہے انہی افراد میں بلاجھجک حافظ ابن تیمیہ وحافظ ابن قیم وحافظ ابن کثیر رحمہم اللہ تعالیٰ کا نام لیا جاسکتا ہے۔

مسند کے تمام نسخوں میں ابوبکر قطیعی سے اسناد اس طرح شروع ہوتا ہے کہ حدثنا عبداللہ حدثنا ابی شارح نے اس کو حذف کردیا ہے کہ ہر حدیث میں تحدیث امام احمد سے شروع ہو اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ہو کہ یہ قطیعی کی تالیفات سے ہے نہ کہ امام ... کی۔ البتہ مسند میں ... احادیث عبداللہ یا قطیعی کے زوائد میں سے ہیں گرچہ وہ بہت ہی کم ہیں - وہاں شارح صراحتہ قال عبداللہ بن احمد یا قال ابوبکر القطیعی کہتے ہیں اسی طرح سے وہ احادیث جن کو حضرت عبداللہ نے اپنے والد کے قلم سے لکھا ہوا پایا اور سماع نہیں ہوا وہاں بھی شارح بیان کردیتے ہیں کہ ھذا قول عبد اللہ -

زوائد کی علامت حدثنا عبداللہ حدثنا فلاں یعنی بغیر لفظ ابی کے ہوتا ہے اور قطیعی کے زوائد کی مثال حدثنا فلاں یعنی عبداللہ اور ان کے والد کے بغیر- کہا جاتا ہے کہ مسند علی میں حضرت عبداللہ کے اضافے بہت

زیادہ ہیں۔

اثنار شرح میں بعض مشکلات کا حل، دقائق کا بیان، اغلاط کی تصحیح بھی کرتے جاتے ہیں جس کی وجہ سے حلال المشکلات ہوگیا ہے۔

متون احادیث واسانید کی تصحیح کتب حدیث ورجال ومعاجم اللغۃ وغریب الحدیث سے کی ہے، برحاشیہ پر طبع حلبی کے صفحہ کا نمبر خط کے اوپر اور نیچے جزء کا نمبر دیا ہے۔

مسند کی احادیث بہت مکرر ہیں، ایک ہی حدیث کو اسانید متعددہ اور الفاظ مختلفہ یا متقاربہ سے لاتے ہیں جس میں بعض مطول اور بعض مختصر ہوتی ہیں تو ہر حدیث کے نمبر کے ساتھ مکرر کذا لکھ کر حدیث سابق کا نمبر لکھ دیتے ہیں اسی طرح اگر حدیث اطول ہوتی ہے تو مطول کذا اور اگر مختصر ہوتی ہے تو مختصر کذا لکھتے ہیں۔

دو طرح کی فہرست بنائی ہے، علمی، لفظی، لفظی سے مراد اعلام وغیرہ کی فہرست ہے اور علمی فہرست سے مراد ابواب وعلمی مسائل کی فہرست ہے جس کی روشنی میں مسند کے ہر حدیث کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

ہر حدیث پر نمبر لگائے گئے ہیں اور اسی پر فہارس کی بنیاد ہے۔ نمبر کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ نئے ایڈیشن کے آنے سے فہارس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

حروف تہجی کی ترتیب پر صحابہ کی فہرست تیار کی گئی ہے اور ان کے مسند کی ابتداء کے ساتھ ہی جزء وصفحات کا بیان ونیز ان احادیث کے نمبرات کا حوالہ دیا ہے جو ان کی روایت سے ہے خواہ ان کی مسند میں ہو یا دوسرے صحابہ کی مسند میں۔

فہرست الجرح والتعدیل یعنی ان رواۃ کی فہرست جن پر امام احمدؒ نے یا ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہؒ نے کلام کیا ہے یا پھر احادیث پر کلام کرتے ہوئے جن رواۃ پر خود شارح نے کلام کیا ہے۔

ان ناموں کی فہرست جن کا ذکر متن حدیث میں آگیا ہے۔

ان اماکن کی فہرست جن کا ذکر متن حدیث میں آیا ہے۔

غریب الحدیث کی فہرست۔

لیکن مصنف کا اصل کام اور جس میں پوری محنت وجانفشانی کی ہے وہ عمل عظیم ہے جس کو فہارس علمیہ کے نام سے

موسوم کیا ہے جس کی بنیاد انھوں نے ارقام حدیث پر رکھی ہے اور جس کے لئے کتب احادیث وفقہ وسیرۃ اخلاق کی تمام فہارس کو کھنگال ڈالا ہے، اور ہر حدیث کی گرچہ وہ معانی کثیرہ متعددہ، مسائل مختلفہ وابواب متنوعہ پر دال ہو ارقام کے ذریعہ نشان دہی کی ہے اور استقصا تام وحصر کامل کے ساتھ احادیث پر ارقام لگائے گئے ہیں تاکہ جس بحث کے معانی کی جستجو ہو تلاش کرلیا جائے۔ اگر ایک ہی حدیث سے مسائل متعددہ ثابت ہوتے ہوں تو ہر باب کے تحت اس حدیث کے مختلف مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ مثلاً الطہارۃ والصلاۃ والجنائز فصل الجمعۃ ۹۱-۱۹۹-۲۰۲-۳۱۲ - ۳۱۹، ۳۲۰-

علامہ احمد عبدالرحمٰن البنا الساعاتی کی ایک شرح اور دوسرا اس پر تعلیق ہے۔

اول الذکر الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، اور دوسرے کو بلوغ الامانی من اسرار الفتح الربانی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ الفتح الربانی اعلیٰ صحیفہ میں اور اس کے نیچے بلوغ الامانی ہے وسط میں ایک خطِ فاصل ہے۔ فرماتے ہیں کہ الفتح الربانی پر میرا یہ مختصر تعلیق ہے اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس کے اسرار و رموز واشارات ولغات کو واضح کیا جاسکے۔ ونیز مندرجہ ذیل امور کا لحاظ کیا گیا ہے۔

(۱) تعلیق میں ہر حدیث کی سند کو بیان کیا گیا ہے کیونکہ موجودہ زمانہ میں ہمتیں پست ہوگئی ہیں، لوگ گھبرا جاتے ہیں، وقت کا تحفظ بھی ضروری ہے، اس لئے الفتح الربانی میں سند حذف کردیا گیا ہے، لیکن حفاظ و اصحاب حدیث کے نزدیک اسناد نصف علم ہے اس لئے میں نے ہر حدیث کی سند کو تعلیق میں بیان کردیا تاکہ دونوں سے فائدہ حاصل کیا جاسکے۔

(۲) غریب المتن کا حل وضبط۔ لیکن صحابہ وغیرہم (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے تراجم سے احتراز کیا گیا ہے۔ کیوں کہ باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں جو کتاب کا القسم السادس ہے وہاں اس پر اتنا سیر حاصل بحث موجود ہے کہ اس پر قاری کو اضافہ کی ضرورت نہیں ہوگی (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۳) حدیث کی حالت کے بیان کے ساتھ ہی امام احمد کے علاوہ جن محدثین نے اس کی تخریج یا متاخرین حفاظ حدیث میں سے کوئی اپنی کتاب میں لایا ہے تو ان کا ذکر ان کے اسمائے کتب کے رموز کے ساتھ جیسا کہ حافظ جلال الدین السیوطی کے جامع صغیر میں رموز ہے اور کبھی کبھی بوقت ضرورت رموز کے علاوہ ناموں کی تصریح ہوجاتی ہے۔

(۴) ہر وہ حدیث جس کے متعلق یہ کہوں کہ "لم اقف علیہ" تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اپنی سی پوری کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا اور شاید کہ یہ حدیث امام کے منفردات میں سے ہو۔

(۵) ہر باب کے آخر میں حدیث کے مستفادات وائمہ کے اختلاف کے ساتھ شواہد و فوائد و تفہیمات کا ذکر۔

(۶) بعض مختصر حدیث اور اس کے اصل کا حوالہ۔ یعنی مسند میں طول طویل احادیث بھی ہیں جن سے احکام کثیرہ کا استخراج و استنباط کیا جاتا ہے، تو میں نے اس طویل حدیث کو اس کے الیق ابواب میں ذکر کیا ہے پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے حکم کے مناسب باب میں درج کیا ہے' اول وہلہ میں قاری کو یہ محسوس ہوگا کہ یہ حدیث کامل ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے تو اسی التباس کے ازالہ کے لئے میں نے تعلیق میں اشارہ کر دیا ہے کہ یہ فلاں حدیث جس کو بتمامہ فلاں باب میں ذکر کیا گیا ہے، یہ اس کا ایک ٹکڑا ہے!

"یہ مضمون زیر تالیف کتاب کا ایک حصہ ہے جو حدیث و ملحقات حدیث کی کتابوں کے مختصر تعارف میں لکھا جا رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں کسی مراجع و مصادر کا تذکرہ نہیں ہے۔" (ع)

حیاتِ امام اعظم ابو حنیفہؒ

اردو زبان میں ایک اہم اور جدید کتاب

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب (مفتی بجنور) نے اس کتاب کو جدید طرز پر بڑی عرق ریزی اور محنت سے ترتیب دیا ہے ——— اس کتاب کی تحقیق و ریسرچ کے سلسلہ میں متعدد اسفار بھی کئے اور امام صاحبؒ پر اردو، فارسی، انگریزی میں اب تک جو کچھ دستیاب ہو سکتا تھا تحقیق کی روشنی میں اس سب کو خوش اسلوبی کے ساتھ اس کتاب میں سمو دیا ہے ——— اردو زبان میں امام صاحبؒ پر اس سے بہتر کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ہندوستان کے علماء و اکابر کی رائے میں یہ کتاب علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النعمان اور ابو زہرہ کی حیات امام ابو حنیفہؒ کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتی ہے

● کتابت و طباعت بہتر ● کاغذ عمدہ سفید ● سائز ۱۸×۲۲ ● ضخامت ۳۲۰ صفحات

قیمت مجلد ۵ روپے ۵۰ پیسے (5/50)

● ملنے کا پتہ:- مکتبۂ برہان، اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶